OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July - December 2025 PP: 173-184

نکاح میں تاخیر کے اسباب اور ان کا شرعی و معاشرتی تدارک

Causes of Delayed Marriage and Their Shariah and Social Remedies

Dr. Haroon Ur Rashid
Lecturer, Department of Islamic Studies & Religious Affairs,
University of Malakand, Chakdara Dir Lower
Email: Haroonrk88@gmail.com

Dr. Muhammad Luqman Khan
Ph.D. in Islamic Studies, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur
Email: mluqmankhan15@gmail.com

Mr. Hasnain Amjad
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies,
Hazara University, Mansehra
Email: Hasnainamjad0345@gmail.com

Abstract

Marriage is an important institution in Islamic society and a Sunnah of the Prophets (peace be upon them), providing individuals with an opportunity to lead a dignified and morally upright life. Islam encourages making marriage easy and promotes love, tranquility, mutual respect, and cooperation between spouses. However, in the contemporary era, unnecessary delays in marriage have become increasingly common due to various social, economic, and cultural factors. Excessive dowry expectations, unnecessary customs and traditions, financial difficulties, restrictions based on caste and family lineage, undue emphasis on physical appearance, considering prestigious employment and financial status as essential criteria, and unrealistic expectations regarding a life partner are among the major causes of delayed marriage. The consequences of delayed marriage are not confined to individuals; they also affect families and society as a whole. Such delays can weaken the family system and contribute to various social and moral challenges. This article examines the major causes of delayed marriage from both Islamic and social perspectives. It highlights the importance of marriage, the Islamic emphasis on facilitating it, and the principles governing the selection of a spouse in the light of the Qur'an and Sunnah. It also identifies the social barriers that make marriage unnecessarily difficult. Finally, practical and feasible recommendations are presented to address these challenges and promote a simpler, easier, and more Islamically appropriate approach to marriage.

***Keywords**: Delayed Marriage, Causes, Shariah, Social Remedies.*

CC BY

تمہید

نکاح اسلامی معاشرت کا ایک اہم ادارہ اور انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے، جس کے ذریعے انسان کو پاکیزہ اور باوقار زندگی گزارنے کا موقع ملتا ہے۔ اسلام نے نکاح کو آسان بنانے اور میاں بیوی کے درمیان محبت، سکون اور باہمی تعاون کو فروغ دینے کی تعلیم دی ہے۔ تاہم موجودہ دور میں مختلف سماجی، معاشی اور ثقافتی عوامل کے باعث نکاح میں غیر ضروری تاخیر کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ جہیز کی بھاری توقعات، غیر ضروری رسم و رواج، مالی مشکلات، ذات اور برادری کی پابندیاں، ظاہری حسن کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا، اعلیٰ ملازمت اور معاشی حیثیت کو لازمی معیار سمجھنا اور شریک حیات کے بارے میں غیر حقیقی توقعات اس تاخیر کے نمایاں اسباب ہیں۔ نکاح میں تاخیر کے اثرات صرف فرد تک محدود نہیں رہتے بلکہ اس کے خاندان اور پورے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں۔ اس سے خاندانی نظام متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ بعض معاشرتی اور اخلاقی مسائل بھی جنم لیتے ہیں۔ اس آرٹیکل میں نکاح میں تاخیر کے بنیادی اسباب کا شرعی اور معاشرتی تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں نکاح کی اہمیت، اس کی آسانی اور شریک حیات کے انتخاب کے اصول واضح کرنے کے ساتھ ساتھ ان معاشرتی رکاوٹوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو نکاح کو مشکل بناتی ہیں۔ آخر میں ان مسائل کے تدارک کے لیے عملی اور قابل عمل تجاویز پیش کی گئی ہیں تاکہ نکاح کو آسان، سادہ اور اسلامی تعلیمات کے مطابق بنایا جا سکے۔

نکاح کی لغوی تعریف:

نکاح لغت میں بمعنی جمع کرنا اور ضم کرنا یعنی ملنا ملانا کے ہے یہ باب ضرب یضرب سے ہے

" نَكَحَ يَنكِحُ نَكْحاً: وهو البَضْع([1]) "

پھر اس کا معنی اندام مخصوصہ ہے۔۔ عقد اور وطی پر بھی نکاح کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے:

"هُوَ فِي كَلَام الْعَرَب الْوَطْء وَالْعقد جَمِيعًا، وَفِي الْمغرب: وَقَوْلهمْ النِّكَاح الضَّم مجَاز"([2])۔

یعنی نکاح لغت میں ضم کو کہتے ہیں۔ عقد نکاح اور بیوی سے ہمبستری کرنے کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔

نکاح کی اصطلاحی تعریف:

شرعی اعتبار سے نکاح اس عقد کا نام ہے جو اس لیے مقرر کیا گیا کہ مرد کا عورت سے وطی کرنا اور اس کے تمام اعضا سے فائدہ اٹھانا حلال ہو جائے۔ یعنی شوہر عورت کے ملک بضعہ کا مالک بن جائے۔

بِأَنَّهُ عَقْدٌ مَوْضُوعٌ لِتَمْلِيكِ الْمُتْعَةِ([3])۔

بدائع صنائع میں ہے:

وَمِنْهَا مِلْكُ الْمُتْعَةِ، وَهُوَ اخْتِصَاصُ الزَّوْجِ بِمَنَافِعِ بُضْعِهَا وَسَائِرِ أَعْضَائِهَا اسْتِمْتَاعًا، وَمِلْكُ الذَّاتِ وَالنَّفْسِ فِي حَقِّ الْمُتَعَةِ۔ ([4])"

اور نکاح کے فوائد میں سے ایک حق متعہ کا حاصل ہونا ہے، یعنی شوہر کے لیے بیوی کے بضع (زوجی تعلق کے مخصوص عضو) اور اس کے دیگر تمام اعضا سے جائز طور پر لطف اٹھانے کا حق حاصل ہونا، نیز نکاح کے ذریعے متعہ کے حق میں ذات اور نفس پر ایک طرح کا اختصاص حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ مذکور ہوا کہ نکاح کا لغوی معنی ضم یعنی ملنا، ملانا ہے۔ اور عملی طور پر یہ معنی وطی میں مکمل طور پر پایا جاتا ہے، اس لیے نکاح کو جماع اور وطی کے میں لے لیا گیا۔ اور عقد نکاح جماع پر قدرت پیدا کرتا ہے اس لیے مجازی طور پر نکاح کو عقد کے معنی پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

شادی میں تاخیر کے اسباب:

ہمارے یہاں شادی میں تاخیر کی بہت سی وجوہات ہیں۔ لڑکے والوں کی طرف سے جہیز میں اپنی فرمائش پر جہیز کی لسٹ تیار کر کے دینا، اعلیٰ قسم کی کار اور کوٹھی، لڑکی کا خوبصورت اور تعلیم یافتہ ہونا، بے مقصد شادی کی رسومات جن میں ہندوانہ رسومات، لغویات، بے تحاشا فضول خرچیاں اس میں شامل ہیں، اور یہی بر وقت شادی کی راہ میں رکاوٹ ہیں. اس کے علاوہ نئی نسل کی جدت پسندی، والدین کی جانب سے بیٹی کیلئے بہترین مالدار، پڑھے لکھے، اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکے کی تلاش کی خواہش، لڑکیوں کی جانب سے جاذب نظر اور پر کشش شخصیت کا مالک لڑکا، اعلیٰ ڈگری یافتہ، پر کشش روزگار اور ذات پات جیسی خواہشات کی وجہ سے کئی لڑکیاں عمر کے تیسرے چوتھے عشرے تک انتظار کرتے کرتے اپنی جوانی گنوا بیٹھتی ہیں. اکثر والدین اپنی بیٹی جو کہ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ بر سر روزگار بھی ہوتی ہے اس کے لئے آسمان سے اترے گھوڑے پر سوار کسی شہزادے کی تلاش میں جان بوجھ کر بیٹی کو گھر میں بٹھائے رکھتے ہیں کہ وہ ان کی آمدن کا ذریعہ ہوتی ہے. شادی انسان کی ایک بنیادی اور جسمانی ضرورت ہوتی ہے.

غریب گھرانوں کی لڑکیاں اور لڑکے رشتے نہ ملنے یا اخراجات برداشت کرنے سے قاصر خاندانوں میں نوجوان احساس کمتری کا شکار ہو کر خاندان، معاشرے اور خود اپنے نفس پر بوجھ بن جاتے ہیں، غربت اور من پسند خواہشات، طرح طرح کی فرمائشیں، اور دوسرے سے مقابلے کی ہوس اس کی سب سے بڑی اور مرکزی وجوہات ہیں، اغیار کی نقالی کی روش نے شادی جیسے عظیم اور مقدس و مبارک رشتے کو ایک مسئلہ بنا کر رکھ دیا ہے۔

انسان کو مکمل ہونے کے لیے ایک شریک حیات کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ وہ ایک خاندان کو تشکیل دے سکیں۔ تاخیر سے شادی کرنے والے والدین کے بچے ابھی چھوٹے ہی ہوتے ہیں کہ وہ بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہوتے ہیں اور اکثر بچوں کی تعلیم مکمل ہونے سے قبل ہی انتقال کر جاتے ہیں یا کسی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنی اولاد کی خوشیوں میں شامل ہونے یا دیکھنے سے قبل ہی وفات پا جاتے ہیں۔ ہمیں اپنے لالچ اور اس روش کو بدلنے کی ضرورت ہے. والدین اپنے بچوں کی شادیوں میں بلا وجہ تاخیر نہ کریں. اس طرح ان کے بچے کی نفسیات متاثر ہوتی ہے۔ جس سے معاشرتی اور سماجی مسائل پیدا ہوتے ہیں اور یقیناً اس کا اثر معاشرے پر بھی پڑتا ہے۔ اور معاشرے میں بے راہ روی، جنسی جرائم اور ڈپریشن کے امراض بڑھنے کا اندیشہ رہتا ہے۔

نکاح میں تاخیر کے اسباب:

1۔ برادری سے باہر نکاح کے بارے میں غلط تصورات

شادی کے معاملات میں بعض معاشرتی رکاوٹیں خاندانی اور برادری کے تصورات سے پیدا ہوتی ہیں۔ بعض خاندان یہ سمجھتے ہیں کہ نکاح صرف اپنی ہی برادری میں ہونا چاہیے اور دوسری برادری سے آنے والا ہر رشتہ غیر موزوں ہے۔ یہی سوچ کئی مرتبہ مناسب رشتوں کو مسترد کرنے اور نکاح میں غیر ضروری تاخیر کا سبب بنتی ہے۔

فقہی اصطلاح میں کفو سے مراد میاں بیوی کے درمیان ایسی مناسب ہم آہنگی ہے جس سے ازدواجی زندگی میں موافقت پیدا ہو۔ اس میں دین، اخلاق، خاندانی حالات، معاشرتی حیثیت اور بعض دیگر امور کو دیکھا جاتا ہے۔ تاہم کفو کا مفہوم یہ نہیں کہ لازماً ایک ہی برادری یا ذات میں نکاح کیا جائے۔

اسلام نے تمام اہلِ ایمان کو باہمی اخوت کا رشتہ دیا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ أخويكم وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"([5])

ترجمہ: "مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں، لہٰذا اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اس بنا پر محض برادری مختلف ہونے کی وجہ سے کسی مناسب رشتے کو رد کرنا شرعی ضرورت نہیں۔ اگر لڑکی اور اس کے سرپرست کسی دوسرے خاندان یا برادری کے مناسب شخص سے نکاح پر رضامند ہوں تو صرف ذات یا برادری کا فرق نکاح میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔

اسی طرح سادات اور غیر سادات کے درمیان نکاح کے بارے میں بھی معاشرے میں کئی غیر ضروری تصورات پائے جاتے ہیں۔ نسبی شرافت اپنی جگہ قابلِ احترام ہے، لیکن نکاح کو صرف ذات اور برادری کے دائرے تک محدود کرنا شرعی اصول نہیں۔ اصل اہمیت دین، اخلاق، باہمی رضامندی اور ازدواجی زندگی کے لیے مناسب موافقت کو حاصل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے شریکِ حیات کے انتخاب میں دین داری اور محبت و الفت کو اہم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ ([6])

یعنی "ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو زیادہ اولاد والی اور محبت کرنے والی ہوں، کیونکہ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے انتخاب میں صرف خاندانی شناخت نہیں بلکہ ازدواجی زندگی کے حقیقی مقاصد کو سامنے رکھنا چاہیے۔

2۔ مالی مشکلات اور نکاح میں غیر ضروری اخراجات

بعض نوجوان مالی کمزوری کو شادی میں تاخیر کی بنیادی وجہ سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نکاح کو ہماری معاشرتی رسوم نے اتنا مہنگا بنا دیا ہے کہ بہت سے نوجوان خود کو اس ذمہ داری کے لیے تیار نہیں سمجھتے۔ حالانکہ شرعی اعتبار سے نکاح کے انعقاد کے لیے فضول اخراجات، بڑی تقریبات اور غیر ضروری رسومات لازم نہیں۔

اسلام نکاح کو سادہ اور آسان رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُمْ: الْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ، وَالْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ([7])

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ([8]) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین اشخاص کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر لیا ہے: وہ مکاتب غلام جو اپنی آزادی کے عوض مقررہ رقم ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، وہ نکاح کرنے والا جو پاک

دامنی اختیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، اور وہ مجاہد جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہو۔"

مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں نکاح کے ساتھ منگنی، مہندی، مختلف دعوتیں، قیمتی لباس، زیورات اور دیگر رسوم اس طرح وابستہ ہو گئی ہیں کہ ایک متوسط خاندان بھی شدید مالی دباؤ میں آ جاتا ہے۔ بعض لوگ محض سماجی دکھاوے کے لیے اپنی استطاعت سے کہیں زیادہ خرچ کرتے ہیں۔

قرآن مجید فضول خرچی سے منع کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كانوا اِخْوَانَ الشياطين وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْر" ([9])

ترجمہ: "بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے نکاح میں آسانی اور کم خرچ ہونے کو برکت کے اسباب میں شمار فرمایا:

إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤُونَةً ([10])

یعنی "سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم اور آسانی زیادہ ہو۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ([11]) کے نکاح کا واقعہ بھی اس سلسلے میں قابل توجہ ہے۔

" عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: «فَبَارَكَ اللهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ([12])"

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان پر زعفران کا اثر دیکھا تو دریافت فرمایا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی اور فرمایا: ولیمہ کرو، اگرچہ ایک بکری ہی کے ذریعے ہو۔"

اس سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ اسلام نے شادی کو دکھاوے اور مالی مقابلے کا ذریعہ نہیں بنایا۔ سادگی کے ساتھ نکاح کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ معاشرتی مشکلات کو کم کرنے کا مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ اگر غیر ضروری رسومات اور فضول اخراجات کم کر دیے جائیں تو بہت سے نوجوان بروقت نکاح کر سکتے ہیں۔

3۔ جہیز کی غیر ضروری معاشرتی پابندی

ہمارے معاشرے میں شادی کے ساتھ جہیز کا تصور اس قدر مضبوط ہو چکا ہے کہ بہت سے خاندان اسے نکاح کی بنیادی ضرورت سمجھنے لگے ہیں۔ عام طور پر جہیز میں لباس، زیورات، فرنیچر، گھریلو سامان اور دیگر اشیائے ضرورت شامل کی جاتی ہیں۔ اگرچہ والدین اپنی خوشی اور استطاعت کے مطابق بیٹی کو کچھ سامان دے سکتے ہیں، لیکن اسے نکاح کی لازمی شرط قرار دینا شرعی یا عقلی اعتبار سے درست نہیں۔

بدقسمتی سے بعض معاشرتی طبقات میں خاندان کی عزت اور سماجی حیثیت کو جہیز کی مقدار سے جوڑ دیا گیا ہے۔ والدین اپنی محدود آمدنی کے باوجود برسوں رقم جمع کرتے، قرض لیتے حتیٰ کہ بعض اوقات اپنی جائیداد تک فروخت کر دیتے ہیں تاکہ بیٹی کو زیادہ سے زیادہ سامان دے سکیں۔ اس غیر ضروری دباؤ کا سب سے زیادہ نقصان ان خاندانوں کو پہنچتا ہے جو مالی اعتبار سے کمزور

ہوتے ہیں۔ نتیجتاً بعض لڑکیوں کے نکاح میں صرف اس وجہ سے تاخیر ہوتی رہتی ہے کہ والدین مطلوبہ جہیز فراہم کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

اسلامی تعلیمات میں بیوی کے مالی حقوق اور ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری شوہر پر عائد کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النساء بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰي بَعْضٍ وبما اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ" ([13])

ترجمہ: ''مرد عورتوں پر نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔''

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں مالی کفالت کی بنیادی ذمہ داری شوہر کے ذمے ہے۔ اسی طرح حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نبی کریم ﷺ نے بیوی کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«تُطْعِمُهَا إِذَا أَكَلْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ» ([14])

یعنی ''جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے چہرے پر نہ مارو۔''

لہٰذا والدین کی طرف سے بیٹی کو رخصتی کے موقع پر اپنی استطاعت کے مطابق کوئی تحفہ دینا ایک جائز امر ہے، لیکن اسے نکاح کی لازمی ضرورت سمجھنا درست نہیں۔ اسی طرح لڑکے والوں کا جہیز کا مطالبہ کرنا یا کم جہیز لانے پر لڑکی اور اس کے والدین کو طعنہ دینا بھی ایک نامناسب معاشرتی رویہ ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ([15]) کے نکاح کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بعض گھریلو اشیا فراہم کیے جانے کو موجودہ دور کے رائج جہیز کے نظام پر قیاس کرنا بھی درست نہیں۔ اس واقعے کا تعلق ایک نئے گھر کے بنیادی انتظام سے تھا، نہ کہ اس معاشرتی تصور سے جس میں لڑکی کے والدین پر بھاری مالی بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ اس لیے نکاح کو جہیز کے ساتھ مشروط کرنا اسلامی تعلیمات کے مزاج کے خلاف ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرے میں جہیز کو عزت اور وقار کا پیمانہ بنانے کے بجائے نکاح کو سادگی، باہمی رضامندی اور دینی اصولوں کے مطابق آسان بنایا جائے۔ جب تک جہیز کی نمائش اور مطالبے کو سماجی معیار سمجھا جاتا رہے گا، غریب خاندانوں پر مالی بوجھ اور لڑکیوں کے نکاح میں تاخیر کا مسئلہ برقرار رہے گا۔

4۔ ظاہری حسن کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا

نکاح میں تاخیر کی ایک اور وجہ شریک حیات کے ظاہری حسن کے بارے میں غیر معمولی توقعات ہیں۔ بعض اوقات مرد یا اس کے خاندان کی خواہش ہوتی ہے کہ بہو انتہائی خوبصورت اور پرکشش ہو، جبکہ دیگر بنیادی صفات کو ثانوی حیثیت دے دی جاتی ہے۔ اسی طرح بعض نوجوان خواتین بھی ظاہری معیار کو فیصلہ کن اہمیت دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت اور صلاحیتوں کے ساتھ پیدا فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ([16])

ترجمہ: ''یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے نکاح کے معاملے میں انسان کی مختلف ترجیحات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

تُنكَحُ المرأةُ لأربَعٍ: لمالِها، ولِحَسَبِها، وجَمالِها، ولِدينِها؛ فاظفَرْ بذاتِ الدِّينِ تَرِبَت يَداك([17])

ترجمہ: ”عورت سے چار وجوہ کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال، خاندان، خوبصورتی اور دین کی وجہ سے؛ پس دیندار عورت کو ترجیح دو۔“

اس حدیث میں خوبصورتی کی نفی نہیں کی گئی، بلکہ یہ رہنمائی دی گئی ہے کہ شریک حیات کے انتخاب میں دین کو بنیادی ترجیح حاصل ہونی چاہیے۔ حسن ایک پسندیدہ صفت ہو سکتا ہے، لیکن اسے اخلاق، کردار اور دینداری پر فوقیت نہیں دینی چاہیے۔

آج بعض معاشرتی رویوں میں خوبصورتی کو عزت، کامیابی اور سماجی وقار سے جوڑ دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے بعض خاندان ظاہری شکل وصورت کو غیر معمولی اہمیت دیتے ہیں اور مناسب رشتے محض اس بنیاد پر مسترد کر دیتے ہیں۔ اس طرز فکر سے نکاح کے معاملات پیچیدہ ہوتے ہیں اور عمر گزرنے کے ساتھ مناسب رشتوں کے مواقع بھی کم ہو سکتے ہیں۔

اس لیے شریک حیات کے انتخاب میں ظاہری حسن کے ساتھ ساتھ دین داری، اخلاق، کردار، ذہنی ہم آہنگی، ذمہ داری اور باہمی احترام کو بنیادی اہمیت دینا زیادہ متوازن رویہ ہے۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو طویل ازدواجی زندگی کو مضبوط بنانے میں حقیقی کردار ادا کرتی ہیں۔

5۔ شریک حیات کے مثالی تصور کی تلاش

نکاح میں تاخیر کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بعض نوجوان اپنے مستقبل کے شریک حیات کے بارے میں غیر حقیقی توقعات قائم کر لیتے ہیں۔ وہ ذہن میں خوبصورتی، مال، خاندان، تعلیم، ملازمت، معاشرتی حیثیت اور دیگر خصوصیات کا ایسا معیار بنا لیتے ہیں جس کا مکمل حصول عملی زندگی میں مشکل ہوتا ہے۔ نتیجتاً مناسب رشتے موجود ہونے کے باوجود وہ مسلسل بہتر اور ”آئیڈیل“ شریک حیات کی تلاش میں رہتے ہیں۔

قرآن مجید نکاح کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ ([18])

ترجمہ: ”اور تم میں جو بے نکاح ہوں ان کے نکاح کر دو۔“

رسول اللہ ﷺ نے بھی نکاح کے لیے دین اور اخلاق کو بنیادی اہمیت دینے کی تعلیم دی ہے:

إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ([19])

یعنی ”جب تمہارے پاس ایسا شخص نکاح کا پیغام لے کر آئے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس کا نکاح کر دو، اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد پیدا ہوگا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رشتہ طے کرتے وقت محض ظاہری معیار یا خیالی توقعات کو بنیاد نہیں بنانا چاہیے۔ دین داری، اخلاق، ذمہ داری اور باہمی مناسبت زیادہ اہم عوامل ہیں۔ غیر حقیقی معیار قائم کرنے سے نہ صرف مناسب رشتے مسترد ہوتے ہیں بلکہ عمر گزرنے کے ساتھ شادی کے امکانات بھی محدود ہوتے جاتے ہیں۔

اس لیے نوجوانوں اور ان کے والدین کو چاہیے کہ شریک حیات کے انتخاب میں حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کریں۔ انسان کامل نہیں ہوتا؛ ہر شخص میں خوبیاں اور کمزوریاں موجود ہوتی ہیں۔ نکاح کا مقصد ایک ایسے انسان کا انتخاب ہے جس کے ساتھ دین، اخلاق، ذمہ داری اور باہمی احترام کی بنیاد پر زندگی گزاری جا سکے، نہ کہ کسی خیالی کردار کی تلاش۔

ان اسباب کے تدارک کے لئے آراء و تجاویز:

نکاح اسلامی معاشرے میں محض ایک سماجی معاہدہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور پاکیزہ خاندانی زندگی کی بنیاد ہے۔ ازدواجی زندگی انسان کو عفت و پاک دامنی اختیار کرنے، نگاہوں کی حفاظت کرنے اور اپنی فطری ضروریات کو جائز طریقے سے پورا کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے نکاح کی ترغیب دی اور اسے معاشرتی استحکام کا اہم ذریعہ قرار دیا۔

نکاح کے ذریعے انسان کو قلبی سکون، ذہنی اطمینان اور باہمی محبت حاصل ہوتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے باعث سکون بنتے ہیں اور ان کے ذریعے ایک صالح خاندان وجود میں آتا ہے۔ یہی خاندان آگے چل کر ایک پاکیزہ اور متوازن معاشرے کی تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ نکاح نسل انسانی کے تسلسل اور صالح اولاد کی تربیت کا بھی ذریعہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے نکاح اور کثرت امت کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ ([20])

لہٰذا نکاح کو غیر ضروری رکاوٹوں سے آزاد کرنا اور اسے نوجوانوں کے لیے آسان بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

1۔ سادگی کو نکاح کا بنیادی اصول بنایا جائے

ہمارے معاشرے میں نکاح ایک آسان شرعی عمل ہونے کے باوجود متعدد رسوم و رواج اور معاشرتی توقعات کی وجہ سے مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ منگنی، مہندی، بڑی دعوتوں، قیمتی ملبوسات، زیورات، بھاری جہیز اور دیگر اخراجات نے نکاح کو محدود آمدنی رکھنے والے خاندانوں کے لیے ایک بڑا مالی مسئلہ بنا دیا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ نکاح کو غیر ضروری اخراجات اور دکھاوے سے محفوظ رکھا جائے۔ شادی کا اصل مقصد دو خاندانوں کے درمیان جائز رشتہ قائم کرنا اور میاں بیوی کے لیے ایک پاکیزہ زندگی کا آغاز کرنا ہے، نہ کہ معاشرتی مقابلہ یا مالی حیثیت کا اظہار۔

سادگی کا مطلب یہ نہیں کہ شادی کی خوشی ختم کر دی جائے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ خوشی کے اظہار کو ایسی رسومات اور اخراجات کا ذریعہ نہ بنایا جائے جو بعد میں والدین یا نوجوان جوڑے کے لیے مالی مشکلات پیدا کریں۔

2۔ شریک حیات کے انتخاب میں اصل ترجیحات متعین کی جائیں

رشتہ طے کرتے وقت بعض خاندان مالی حیثیت، سرکاری ملازمت، مکان، گاڑی، زمین اور دیگر ظاہری اسباب کو بنیادی معیار بنا لیتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں امیدوار کے دین، اخلاق، کردار، ذمہ داری اور مزاج کو مناسب اہمیت نہیں دی جاتی۔

لڑکے کے انتخاب میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ دیانت دار، ذمہ دار، بااخلاق اور خاندان کے حقوق ادا کرنے والا ہے یا نہیں۔ محض یہ بات کہ وہ کسی بڑے عہدے پر فائز ہے یا اس کے پاس بہت زیادہ مال و جائیداد ہے، کامیاب ازدواجی زندگی کی ضمانت نہیں۔

اسی طرح لڑکی کے انتخاب میں بھی صرف ظاہری حسن، لباس، خاندان کی مالی حیثیت یا دیگر مادی خصوصیات کو معیار نہیں بنانا چاہیے۔ دین داری، اچھا اخلاق، کردار، معاملہ فہمی اور خاندانی زندگی نبھانے کی صلاحیت زیادہ اہم اوصاف ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا:

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىِٕكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ [21]

ترجمہ: ''اور تم میں جو بے نکاح ہوں ان کے نکاح کر دو، اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کے بھی۔ اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا، اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔''

اس آیت سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ محض مالی تنگ دستی کو نکاح سے مستقل رکاوٹ نہیں بنانا چاہیے۔ رزق کا حقیقی اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، البتہ ازدواجی زندگی کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کی استطاعت اور ذمہ داری کا احساس ضرور موجود ہونا چاہیے۔

3۔ ذات اور برادری کی غیر ضروری پابندیوں کو کم کیا جائے

ہمارے ہاں بعض اوقات مناسب رشتہ صرف اس وجہ سے مسترد کر دیا جاتا ہے کہ اس کا تعلق مختلف ذات یا برادری سے ہے۔ اس رویے کی وجہ سے کئی ایسے رشتے بھی ضائع ہو جاتے ہیں جو دین، اخلاق اور باہمی مناسبت کے اعتبار سے بہتر ہو سکتے ہیں۔

اسلام نے انسانوں کی عزت کا اصل معیار تقویٰ قرار دیا ہے۔ اس لیے برادری، ذات اور خاندانی شناخت کو ایسا حتمی معیار نہیں بنانا چاہیے جس کی وجہ سے مناسب نکاح ہی ممکن نہ رہے۔

البتہ نکاح کے سلسلے میں کفو اور باہمی مناسبت کا خیال رکھنا اپنی جگہ اہم ہے۔ میاں بیوی کے درمیان دینی، اخلاقی، معاشرتی اور فکری ہم آہنگی ازدواجی زندگی کو مستحکم بنانے میں مدد دیتی ہے۔ لیکن کفو کو صرف ذات یا برادری کے مفہوم تک محدود کرنا درست نہیں۔

اس لیے خاندانوں کو چاہیے کہ وہ برادری کے بجائے دین داری، اخلاق، کردار، ذمہ داری اور باہمی مناسبت کو زیادہ اہمیت دیں۔

4۔ غیر ضروری رسوم کو نکاح سے الگ کیا جائے

شادی کی بہت سی مشکلات دراصل شرعی تقاضوں سے نہیں بلکہ معاشرتی رسوم سے پیدا ہوتی ہیں۔ مختلف علاقوں اور خاندانوں میں ایسی متعدد روایات رائج ہیں جنہیں شادی کے لیے لازمی سمجھ لیا گیا ہے، حالانکہ ان کے بغیر بھی نکاح اور ولیمہ بخوبی انجام دیا جا سکتا ہے۔

نکاح کو سادہ رکھنے سے نہ صرف مالی بوجھ کم ہوتا ہے بلکہ خاندانوں کے درمیان مقابلہ، حسد اور احساسِ کمتری جیسی معاشرتی برائیاں بھی کم ہوتی ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق شادی کریں اور دوسروں کی دیکھا دیکھی غیر ضروری اخراجات نہ کریں۔

خصوصاً جہیز، قیمتی ملبوسات، غیر ضروری زیورات، بڑی بڑی تقریبات اور محض لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے کیے جانے والے اخراجات کو شادی کی کامیابی کا معیار نہیں بنانا چاہیے۔

5۔ نمود و نمائش کے بجائے دینی تقاضوں کو مقدم رکھا جائے

آج شادی کی تقریبات میں بعض اوقات ایسی سرگرمیاں شامل ہو جاتی ہیں جو نکاح کے اصل مقصد سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ فضول خرچی، بے جا نمائش، نامناسب اختلاط اور دیگر غیر شرعی امور شادی کی تقریب کو اس کے بنیادی مقصد سے دور

کر دیتے ہیں۔

اسلام سادگی، حیا اور اعتدال کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لیے شادی کی تقریب میں بھی اسلامی آداب اور شرعی حدود کا لحاظ ضروری ہے۔ خوشی منانے کی اجازت اپنی جگہ، لیکن خوشی کے اظہار کو گناہ، اسراف یا دوسروں کے لیے مالی دباؤ کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔

اسی طرح خواتین کی تصاویر اور ویڈیو بنانے کے معاملے میں بھی پردے اور نامحرموں سے متعلق شرعی احکام کی رعایت ضروری ہے۔ خاص طور پر ایسی تصاویر یا ویڈیوز جو بعد میں غیر متعلقہ افراد تک پہنچ سکتی ہوں، ان سے احتیاط کرنا چاہیے۔

6۔ غربت کو نکاح کی قطعی رکاوٹ نہ سمجھا جائے

مالی مشکلات نکاح میں تاخیر کی ایک اہم وجہ ضرور ہیں، لیکن ہر غریب یا متوسط طبقے کے نوجوان کو صرف اسی بنیاد پر شادی کے قابل نہ سمجھنا درست نہیں۔ اگر نوجوان دین دار، ذمہ دار، محنتی اور ازدواجی زندگی کی بنیادی ذمہ داریاں اٹھانے کے قابل ہو تو محض زیادہ دولت نہ ہونے کی وجہ سے اس کا رشتہ مسترد نہیں کرنا چاہیے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے ساتھ فقر و تنگ دستی کے مسئلے کو بھی ذکر فرمایا اور اپنے فضل سے کشادگی کی امید دلائی۔ اس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ مالی حالت کو دیکھا ضرور جائے، لیکن اسے ایسا معیار نہ بنا دیا جائے جس کی وجہ سے دیندار اور اچھے کردار رکھنے والے نوجوانوں کے نکاح کے راستے بند ہو جائیں۔

7۔ والدین اور نوجوانوں میں حقیقت پسندانہ سوچ پیدا کی جائے

نکاح کے معاملات میں والدین اور نوجوان دونوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ غیر حقیقی توقعات سے گریز کریں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ صرف خاندان کی سماجی حیثیت یا مالی فائدے کو نہ دیکھیں، جبکہ نوجوانوں کو بھی شریک حیات کے بارے میں غیر معمولی اور خیالی معیار قائم کرنے سے بچنا چاہیے۔

کامیاب ازدواجی زندگی کا انحصار صرف خوبصورتی، دولت یا اعلیٰ ملازمت پر نہیں ہوتا۔ باہمی احترام، اعتماد، اخلاق، صبر، دینی شعور اور ذمہ داری وہ عناصر ہیں جو طویل عرصے تک ازدواجی تعلق کو مضبوط رکھتے ہیں۔

8۔ نکاح کو معاشرتی آسانی کا ذریعہ بنایا جائے

اگر معاشرہ واقعی نکاح میں تاخیر کے مسئلے کو کم کرنا چاہتا ہے تو اسے مجموعی طور پر اپنی ترجیحات تبدیل کرنا ہوں گی۔ جہیز کے مطالبے، غیر ضروری رسومات، برادری کی سخت پابندیوں، مالی حیثیت کی غیر معمولی اہمیت اور ظاہری حسن کے غیر متوازن معیار کو کم کرنا ہوگا۔

والدین کو چاہیے کہ وہ رشتہ تلاش کرتے وقت دین، اخلاق، کردار، ذمہ داری اور باہمی مناسبت کو بنیادی اہمیت دیں۔ نوجوانوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق سادہ نکاح کو ترجیح دیں اور معاشرتی دکھاوے کے دباؤ کو قبول نہ کریں۔

اس طرح نکاح نہ صرف نوجوانوں کے لیے آسان ہوگا بلکہ خاندان مضبوط ہوں گے، معاشرتی برائیاں کم ہوں گی اور ایک ایسا ماحول پیدا ہوگا جس میں ازدواجی زندگی محبت، سکون، ذمہ داری اور باہمی احترام کی بنیاد پر قائم ہو سکے۔

نتائج البحث:

1. نکاح انسانی فطرت کا تقاضا اور اسلامی معاشرے کے استحکام کا بنیادی ذریعہ ہے، اس لیے بلاوجہ نکاح میں تاخیر مناسب

نہیں۔

2. نکاح کو مشکل بنانے والی معاشرتی رسوم و روایات، بالخصوص جہیز، فضول خرچی، نمود و نمائش اور غیر ضروری تقریبات، نکاح میں تاخیر کے اہم اسباب ہیں۔
3. جہیز شرعی اعتبار سے نکاح کی لازمی شرط نہیں؛ والدین کی طرف سے اپنی استطاعت کے مطابق بیٹی کو دیا جانے والا سامان تحفہ ہو سکتا ہے، لیکن سسرال والوں کا جہیز کا مطالبہ درست معاشرتی رویہ نہیں۔
4. شریک حیات کے لیے غیر حقیقی اور مثالی معیار مقرر کرنا نوجوانوں کی شادی میں تاخیر کا اہم سبب ہے۔ اسلام نے شریک حیات کے انتخاب میں دین داری اور حسن اخلاق کو بنیادی ترجیح دینے کی رہنمائی کی ہے۔
5. کفو کا مفہوم محض برادری یا ذات پات کی یکسانیت نہیں، بلکہ نکاح میں مناسب دینی، اخلاقی، معاشرتی اور خاندانی ہم آہنگی کا لحاظ مقصود ہے۔ محض برادری سے باہر ہونے کی وجہ سے کسی مناسب رشتے کو مسترد کرنا درست طرز عمل نہیں۔
6. غربت اور مالی کمزوری کو نکاح میں تاخیر کا مستقل سبب نہیں بنانا چاہیے۔ اسلامی تعلیمات نکاح میں آسانی اور سادگی کی ترغیب دیتی ہیں، اور رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کی تعلیم دیتی ہیں۔
7. نکاح کی تقریبات میں غیر ضروری اخراجات، اسراف، فضول رسومات اور نمود و نمائش نے ایک سادہ شرعی عمل کو معاشرتی بوجھ بنا دیا ہے؛ اس لیے نکاح کو آسان اور سادہ بنانا ضروری ہے۔
8. شریک حیات کے انتخاب میں محض حسن، دولت، عہدہ، جائیداد اور ظاہری وجاہت کو معیار بنانے کے بجائے دین داری، حسن اخلاق، کردار، امانت و دیانت اور باہمی مناسبت کو ترجیح دینی چاہیے۔
9. والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے نکاح میں محض معاشرتی معیار، غیر ضروری مطالبات یا غیر حقیقی توقعات کی وجہ سے تاخیر نہ کریں، بلکہ مناسب رشتہ میسر آنے پر شرعی اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے بروقت فیصلہ کریں۔
10. نکاح میں آسانی پیدا کرنا صرف فرد یا خاندان کی ذمہ داری نہیں بلکہ پورے معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ علماء، والدین، سماجی اداروں اور معاشرے کے بااثر افراد کو نکاح کے سلسلے میں سادگی، اعتدال اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دینا چاہیے۔
11. نکاح کو آسان بنانے سے نوجوانوں کو پاکیزہ اور جائز ازدواجی زندگی اختیار کرنے کے مواقع میسر ہوں گے اور معاشرے میں اخلاقی و معاشرتی بے راہ روی کے امکانات کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔
12. اسلامی معاشرے کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ نکاح کو رسم و رواج، نمود و نمائش اور مالی مطالبات کے بوجھ سے آزاد کر کے سنت نبوی ﷺ کے مطابق سادگی، دینداری اور باہمی رضامندی کی بنیاد پر انجام دیا جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1۔ امام خلیل، ابو عبد الرحمٰن الخلیل بن احمد، کتاب العین، دار و مکتبۃ الہلال، س/ن، ج3، ص63
2۔ بدر الدین العینی، ابو محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1414ھ/1994ء، ج20، ص64
3۔ ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، دار الفکر، بیروت، س/ن، ج9، س58
4۔ الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، البدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1406ھ/1986ء، ج3، ص77
5۔ سورۃ الحجرات: 10
6۔ نسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن علی، السنن النسائی، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، کتاب النکاح، کراہیۃ الزوج العقیم، ج6، ص65 رقم الحدیث 3227
7۔ سنن النسائی، کتاب النکاح، باب معونۃ اللہ الناکح الذی یرید العفاف، ج6، ص61، رقم الحدیث 3218
8۔ آپؓ ابو ہریرہؓ مشہور صحابی ہیں۔ نام کے سلسلے میں محدثین و مورخین کا اختلاف ہے۔ لیکن ایک جم غفیر کے نزدیک آپ کا نام عبد الرحمٰن ابن صخر ہے۔ قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے مرویات کی تعداد 5374 ہیں۔ تقریباً 800 شاگرد ہیں۔ 59ھ/679ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ابن الاثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، ج3، ص534۔ ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج2، ص69۔
9۔ سورۃ الاسراء: 27
10۔ مسند احمد، مسند الصدیقہ عائشۃ بنت الصدیق رضی اللہ عنہ، ج41، ص71، رقم الحدیث 24529
11۔ آپ ابو محمد عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوفؓ القرشی صحابی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہنے کے وجہ سے متبحر عالم ہونے کے وجہ سے کئے دوسرے صحابہؓ نے آپؓ سے علم حاصل کیا ہے۔ جن میں انس بن مالکؓ، جابر بن عبد اللہؓ اور جبیر بن مطعم شامل ہیں۔ 32ھ /652ء میں وفات پائی۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج1، ص255۔ ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ج4، ص346، رقم 5183۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج1، ص53، رقم 4۔ اعلام، ج3، ص321
12۔ امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، بَابُ الصَّدَاقِ، وَجَوَازِ كَوْنِهِ تَعْلِيمَ قُرْآنٍ، وَخَاتَمَ حَدِيدٍ، وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنْ قَلِيلٍ وَكَثِيرٍ، وَاسْتِحْبَابِ كَوْنِهِ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ لِمَنْ لَا يُجْحَفُ بِهِ، ج2، ص1040، رقم الحدیث 1427
13۔ سورۃ النساء: 34
14۔ مسند احمد، مسند البصریین، س ج33، ص213، رقم الحدیث 20011
15۔ آپ فاطمہ بنت محمد ﷺ ہیں۔ نبی ﷺ کے چھوٹی صاحبزادی، حضرت علیؓ کی بیوی اور حسنؓ، حسینؓ کی ماں ہیں۔ اسلام میں سیدۃ النساء العالمینؓ کے نام سے مشہور ہیں۔ لقب زہراء ہیں۔ 3 رمضان 11ھ /632ء کو وفات پائی۔ الاستیعاب، ج2، ص112۔ رحمۃ اللعالمین، ج2، ص363۔ الاعلام، ج5، ص132
16۔ سورۃ التین: 4
17۔ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، رقم الحدیث: 5090
18۔ سورۃ النور: 32
19۔ الترمذی، محمد بن عیسی، السنن، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1418ھ/1998ء، باب ما جاء اذا جاء کم من ترضون دینہ، ج2، ص385، رقم الحدیث 1084
20۔ نسائی، احمد بن علی، السنن النسائی، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، کتاب النکاح، کراہیۃ الزوج العقیم، ج6، ص65 رقم الحدیث 3227
21۔ سورۃ النور: 23